اردو صحافت پہ جدید ذرائع ابلاغ کے اثرات: تجزیاتی مطالعہ

صائمہ اقبال

لیکچرار گورنمنٹ کوئین میری گریجویٹ کالج لاہور

حنا ملک

لیکچرار گورنمنٹ کوئین میری گریجویٹ کالج لاہور

پون مسعود(Pawan)

لیکچرار یونیورسٹی آف ہوم اکنامکس لاہور

Abstract

جدید ذرائع ابلاغ ایسا پلیٹ فارم ہے جو لوگوں کو اظہار رائے 'تبادلہ خیال، تفریح اور معاشرے کو متحرک کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ دور حاضر میں پرنٹ میڈیا کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کیونکہ جدید ٹیکنالوجی کے باوجود اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ سوشل میڈیا میں سب سے بڑا مسئلہ صداقت کا ہیاور خبروں کو کراس چیک نہیں کیا جاتا۔ دور حاضر میں اس مقالہ کا مقصد جدید ذرائع ابلاغ نے کس طرح اردو صحافت کو متاثر کیا ہے اور کیا اردو صحافت اس دور میں پہلے سے زیادہ ترقی کر رہی ہے یا پسماندگی کا شکار ہے۔ ان مقاصد کو پورا کرنے کیلئے اس مقالہ میں ۱۳ مختلف صحافیوں جن کا 15 سال سے کم اور 15 سے زیادہ صحافتی تجربہ ہے اور جنہوں نے اردو صحافت کے اتار

صحافت کے اتار چڑھاؤ کو دیکھا سے انٹرویوز لیے گئ۔

اس مقالے میں Media Hegemony Theory کا استعمال کیا گیا ہے

اور یہ انٹرویوز کے رزلٹ کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ جدید ذرائع ابلاغ نے ان چند روایتی میڈیا گروہوں

کو Hegemony ختم کیا ہے جنہوں نے صدیوں تک اپنا تسلط قائم رکھا ہوا تھا ان کی بالا دستی کو ٹھیس پہنچائی ہے

۔اور۔ انٹریوز کے دوران چند

صحافیوں کی ڈیجیٹل میڈیا کے بارے رائے منفی ہے اور چند کی مثبت ہے۔ منفی رائے رکھنے والوں کا کہنا ہے کہ جدید دور میں مواد کا مستند پن بری طرح متاثر ہوا ہے کیونکہ اس سلسلے میں کوئی مناسب قانون سازی نہیں کی گئی۔ اور انہوں نے کہا کہ ساتھ ساتھ ماضی کی اردو صحافت جو کہ بہت با اثر یا مستند، انقلابی اور نظریاتی تھی بہت بری طرح متاثر ہوئی ہے اور ان کا کہنا ہے کہ پہلے صحافت ایک فریضہ تھی اب ایک پیشہ بن چکی ہے۔ اخبار بینی کافی حد تک متا ثر ہوئی ہے۔ مثبت رائے رکھنے والے صحافیوں کا کہنا ہے کہ دور جدید نے ہر شخص کے لیے روزگار کے موقع فراہم کیے۔ اور لوگوں کی پہنچ میں بہت اچھے چینلز، مواد اور رائٹرز موجود ہیں جن سے وہ معلومات حاصل کر سکتے ہیں اور جدید دور نے پوری دنیا کو گلوبل ولیج بنا دیا ہے جسکی وجہ سے بین الاقوامی اعلی پائے کے صحافیوں کی وجہ سے بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔

تعارف INTRODUCTION

۔اُردو صحافت نے ڈیڑھ صدی قبل آغوشِ غلامی میں آنکھ کھولی۔ پہلی جنگ عظیم میں برطانوی استعمار کے خلاف صف آراء ہوئی۔ پھر اسی استعمار کے سائے کے تلے پروان چڑھی اور آخر کار اِس استعمار کو دیس نکال دینے کی تحریکات کا ہر اول دستہ بنی۔ 19 ویں صدی نتیجہ خیز سیاسی رزم آرائی اور بعد

ازاں فیصلہ کن سیاسی و تہذیبی تبدیلیوں کے علاوہ—اُردو صحافت کی صورت گری کے لحاظ سے بھی کلیدی اہمیت رکھتی ہے۔اِسی صدی میں—اُردو صحافت (۱) نے جنم لیا۔اِسکی نشوونما ہوئی۔(—اُردو صحافت کی ایک نادر تاریخ,طاہر مسعود,صفحہ نمبر ۱۳)—

اُردو صحافت کی تاریخ کی نظر ثانی کی جائے تو اِسکی ابتداء مجلاتی صحافت سے ہوا۔برصغیر پاک وہند میں ہکی گزٹ کا آغاز ہوا۔ابتداء میں طباعتی سہولتیں کم تھیں—وسائل محدود تھے۔اِسلئے روزنامے کا اجراء مشکل تھا۔زیادہ تر ہفت روزہ ماہنامے جاری کئے گئے۔لوگوں کے نزدیک صحافت ایک پیشہ نہیں بلکہ ایک مشن تھا۔—اُردو صحافت نے 1857 کی جنگ آزادی,قیام پاکستان میں بہت اہم کردار ادا کیا۔لوگوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا۔تحریک آزادی کے لئے نوجوان نسل کو تیار کیا۔سر سّید احمد خان,مولانا محمد علی جوہر,مولانا ظفر علی خان کے اخبارات کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔قیام پاکستان کی جدوجہد میں جنگ,نوائے وقت,مشرق جیسے اخبار نوجوان نسل کو متحد کرنے کے لئے کوشاں رہے۔اس دور میں—اُردو صحافت اپنے عروج پر رہی۔ قیام پاکستان کے بعد بھی اردو جرنلزم نے ترقی کی اور کئی نئے

اخبارات نے جنم لیا(اردو صرف ونحو،مولوی عبدالحق،1987)۲۔لوگ ذوق وشوق کے ساتھ اخبارات پڑھتے تھے مگر جدید ٹیکنالوجی کے آنے سے لوگوں میں اخبار بینی کا رجحان کم ہوگیا۔عالمی مارکیٹ میں ڈالر کی قیمت بڑھنے سے ملک میں مہنگائی کی شرح زیادہ ہوگئی ہے۔ایک عام شخص کے لئے اپنی بنیادی ضروریات پوری کرنا مشکل ہوگیا ہے۔ایسے میں صارفین اخبار خرید کر پڑھنے کی حالت میں نہیں رہے۔جسکی وجہ سے اخبارات کی sale/ circulation کم ہوئی اور اخبارات کے مالکان کا اخبارات کو جاری رکھنا مشکل ہوگیا۔کئی اخبارات کو مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔جسکی وجہ سے کئی اخبارات بند ہوگئے۔

Digital Mdeia دوسری بڑی وجہ کا ارتقاء ہے۔جدید ٹیکنالوجی کے آنے کی وجہ سے لوگوں میں انٹرنیٹ کی ایجاد سے دنیا ایک گلوبل ویلج بن چکی ہے۔سمارٹ فون نے لوگوں کو ایک دوسرے کے مزید قریب کر دیا ہے۔اب ہر شخص محض ایک کلک سے پوری دنیا سے معلومات اکٹھی کر سکتا ہے۔ دنیا نے رفتار پکڑلی ہے۔ہر شخص بے حد مصروف ہو چکا ہے۔انٹرنیٹ ہماری زندگی کا ایک ناگزیر حصّہ بن چکا ہے۔اسکے بغیر انسان اپنے آپ کو نامکمل محسوس کرتا ہے۔ڈیجیٹل میڈیا نے انسان کے تجسس کی تکمیل کے لئے ایک اہم پلیٹ فارم مہیا کیا ہے۔اب آپ کھانا بنانے سے لیکر کوڈنگ تک سب کچھ اپنے سمارٹ فون سے سیکھ سکتے ہیں۔خصوصی طور پر کورونا وائرس کے دوران جب سکول,کالج,یونیورسٹیاں بند تھیں تمام ادارے ڈیجیٹل میڈیا کے ذریعے اپنے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔سوشل میڈیا نے لوگوں کو سماجی مسائل کے خلاف آواز اٹھانے کی بھی اجازت دی ہے۔مثلاً سوشل میڈیا کے ممکنہ اثرات کے بارے میں اگر بات کی جائے تو یہ کہنا غلط نہیں ہو گا کہ یہ نئی ٹیکنالوجی اعلیٰ سطح کی دلچسپی،جوش،اجتماعی کارروائی،فنڈ اکٹھا کرنا، معلومات اور تصاویر کی تقسیم،اجتماعی بات چیت،اور کسی کارروائی کے لیے لوگوں کو متحرک کرنا کوئی حیرت کی بات نہیں ہے۔کیونکہ اس طاقتور،تیز رفتار،اور نسبتاً کم لاگت والے ٹولز کے ساتھ کسی تحریک وشروع کرنا بہت آسان ہوگیا ہے۔(لاسورا،لیوس،اور ہولٹن،2012)۳۔اس کی مثال عرب سپرنگ انقلاب ہے جس نے پورے مشرق وسطیٰ کے ممالک کو متاثر کیا تھا۔اس انقلاب میں سوشل میڈیا کا کردار اتنا طاقتور تھا کہ آخرکار اپنے انجام تک پہنچا۔یہ تحریک نوجوانوں کی تحریک تھی جنہوں نے اپنے ظالم حکمرانوں کے خلاف ٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے انہیں شکست دی۔انہوں نے اپنے آپ کو منظم کرنے کے لیے سوشل میڈیا سائٹس جیسے فیس بک،ٹویٹر اور یوٹیوب کا استعمال کرتے ہوئے ایسا کیا تاکہ سب ایک ہی صفحے پر ہوں،ایک مشترکہ مقصد کے لیے مل کر کام کریں۔وہ اپنے پیغام کو نہ صرف اپنے درمیان بلکہ پوری دنیا کے لوگوں تک پہنچانے میں کامیاب رہے جس نے انہیں اپنے مشن کے لیے حمایت حاصل کرنے میں مدد کی(میزیرا ایم اور سیال ایس،2011)۔

ڈیجیٹل میڈیا نے کاروبار کرنے کے بھی اہم مواقع فراہم کئے ہیں۔اپنی پروڈکٹ کی مارکیٹنگ کرکے اپنی مصنوعات کو آپ پوری دنیا تک پہنچا سکتے AMAZON, FORSAGE ہیں۔ نے عالمی مارکیٹ کو اکٹھا کر دیا ہے زندگی کے ہر شعبے کی طرح ڈیجیٹل میڈیا نے ابلاغ عامہ میں بھی اہم کردار ادا

کیا ہے۔ اخبارات کے آن لائن ایڈیشن موجود ہیں جنکو آپ انکی ویب سائٹ پر جا کر پڑھ سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں لائیو اپڈیٹ سے روز مرہ کی خبریں خود بخود منظر عام پر آجاتی ہیں۔

ڈیجیٹل میڈیا فیس بک اور ٹویٹر جیسے سوشل میڈیا پلیٹ فارم مہیا کرتا ہے۔ جہاں دنیا بھر کے لوگ ایک جگہ اکٹھے ہو کر اپنا موقف بیان کرسکتے ہیں۔ تاریخ کی وجہ سے لوگوں میں سیاسی آگاہی پیدا ہوئی اور مصری Twitter پر نظر ڈالی جائے تو انقلاب مصر (2012-13) سوشل میڈیا کی وجہ سے آیا تھا۔ عوام نے اپنے حق کے لئے آواز اٹھائی (گیئر ایس 2017)۵۔ڈیجیٹل صحافت نے بھی بہت سے صحافیوں کو روزگار کے مواقع مہیا کئے۔ مختلف صحافتی اداروں نے ڈیجیٹل پروگرامز شروع کئے۔ تاکہ نوجوان اپنی صلاحتوں کے ساتھ کسی واقعہ کی رپورٹنگ اور تشہیر کر سکے۔

پاکستان میں پرنٹ میڈیا کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو 70 سالہ تاریخ میں پرنٹ میڈیا سیاسی دباؤ کا سب سے بڑا شکار رہا ہے۔ حکومت جمہوری یا فوجی پریس ہمیشہ زیر تاب رہا۔ پریس پر جبر کا آغاز 1948 میں ہوا جب ایڈیٹرز کو "سیفٹی ایکٹ آرڈیننس۔" کے تحت جیل بھیج دیا گیا۔ ہمارے ملک کا المیہ یہ ہے کہ جیسے کالے قوانین بنائے R.P.P.O اور P.P.O جب بھی پریس نے کسی سیاسی وزراء کو بے نقاب کرنے کی کوشش کی ا۔سے چیلنجز کا سامنا کرنا پڑا۔ گئے جس سے آزادی صحافت سلب کر دیا گیا۔ ایوب کے دور میں پریس کو سب سے زیادہ نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔ حکومت کے نزدیک میڈیا ایک کٹھ پتلی سے زیادہ کچھ نہیں تھا جیسے وہ اپنے مفادات پورے کرنے لے لئے استعمال کرتے تھیر سچر ڈ ایس (2012)۔ڈیجیٹل میڈیا نے جہاں زندگی آسان کی ہے۔ وہاں کئی مسائل پیدا کئے ہیں۔ آن لائن جعلی خبروں نے صحافت کو ایک نیا چیلنج دیا ہے۔ دنیا بھر کے ممالک میں اس مسئلے کو لے کر تشویش ہے برطانیہ میں 70٪ امریکہ میں 67٪، جرمنی میں 38٪، برازیل میں 85٪، بدقسمتی سے جعلی خبروں کی ترسیل کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے کم انتظامات ہیں۔ انٹرنیٹ کے ذریعے افواہیں پھیل رہی ہیں۔ خطرناک اور غیر قانونی مواد لوگوں میں عام کیا جارہا ہے ہیجان، اے وائی، رازی، اے، مرزا، آر، مظہر، ایس، امجد، اے، اور شفیق، یو (2013)۷۔ جس سے نسلیں تباہی کی طرف جارہی ہیں۔ حالیہ مقالے کا مقصد بھی صحافت کی موجودہ دور میں اہمیت کو اجاگر کرنا ہے اور تنقیدی جائزہ لینا ہے کہ دورِ حاضر میں پرنٹ میڈیا اور ڈیجیٹل میڈیا کا مستقبل کیا ہے۔ ماضی میں صحافت نظریاتی صحافت تھی مگر اب صحافت معاشی صحافت بن چکی ہے۔ سنسنی خیز، بریکنگ نیوز، نمبرون کی ریس نے صحافت کی اصل روح کو کہیں پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ ان مقاصد کو پورا کرنے کے لیے درج ذیل سوالات ترتیب دیے گئے۔

سوال 1۔ ڈیجیٹل میڈیا نے پیشہ وارانہ صحافت پہ کیا اثرات مرتب کیئے ہیں؟

سوال نمبر 2۔ ڈیجیٹل میڈیا کے آنے سے اردو جرنلزم پہ مثبت اثرات مرتب ہوئے ہیں یا منفی؟

سوال نمبر 3۔ جدید ذرائع ابلاغ سے جڑے معاشی فائدے

(commercialism)

نے اردو جرنلزم کو کس حد تک متاثر کیا ہے؟

سوال نمبر 4

۔ اردو جرنلزم کی پسماندگی یا ترقی کیا ہے اور ڈیجیٹل میڈیا کے پیشہ وارانہ صحافت پہ اثرات؟

لٹریچر

پچھلی دو دہائیوں کے دوران، ترقی پذیر ممالک میں معلومات اور مواصلات میں ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کا انضمام قابل ذکر رہا ہے۔ اس اچانک ترقی نے زندگی کے ہر شعبے کو متاثر کیا ہے۔ نتیجتاً، یہ حقیقت تسلیم کی جاتی ہے کہ حالیہ تکنیکی ترقی مسلسل بڑھتی رہے گی اور میڈیا کے ذریعہ سامعین تک معلومات کی پیداوار اور اس کی تشہیر کے ساتھ ساتھ دنیا بھر میں صحافیانہ طرز عمل کے طریقے کو متاثر کرتی رہے گی (پوستی اور آریٹون (2018)۸۔ صحافت ایک مشق ہے جو تربیت یافتہ لوگوں کے ذریعے پرنٹ، آڈیو، یا بصری شکل میں معلومات اکٹھی کرنے کے لیے کی جاتی ہے جس کے ذریعے لوگوں تک اسے اپ ٹوڈیٹ رکھنے کے طریقے کے طور پر منتقل کیا جاتا ہے۔ 1850 کی دہائی میں پرنٹنگ پریس کی دریافت کے بعد سے صحافیوں نے روایتی میڈیا پر انحصار کیا ہیسوڈسن ایم (2013)۹۔ کے مطابق، لوگ تقریباً ایک صدی تک اخبارات اور ان کے کاموں پر انحصار کرتے رہے۔ تاہم، انٹرنیٹ ویب 2.0 کے آنے کے ساتھ، ویب پر مبنی کمیونٹیز آئیں۔

ٹیکنالوجی کا صحافت پر ہمیشہ سے بڑا گہرا اثر رہا ہے۔ خاص طور پر ڈیجیٹل ٹیکنالوجیز نے اس اثر کو بہت زیادہ کر دیا ہے۔ دیگر بہت سی چیزوں کے ساتھ ڈیجیٹل کمیونیکیشن اور انفارمیشن ٹیکنالوجیز صحافت کے میدان میں کئی تبدیلیوں کا باعث بنی ہیں۔ اس تبدیلی نے خبروں کی تیاری، ڈیزائن اور تقسیم کے ساتھ ساتھ قارئین کی خبروں تک رسائی، خبروں کے استعمال کے انداز اور خبروں پر اعتماد کے بارے میں ان کے انداز کو متاثر کیا۔ انٹرنیٹ جرنلزم، جسے ڈیجیٹل صحافت کا علمبردار سمجھا جاسکتا ہے، 1994 کے آس پاس شروع ہوئی۔ ۹۰ کی دہائی میں محض خبروں کو انٹرنیٹ پر منتقل کیا گیا۔ اور اس طرح شوال ویئر کہا گیا۔ سٹرلنگ کے مطابق ڈیجیٹل جرنلزم کا تصور 2005 میں اس وقت سامنے آیا جب خبر رساں اداروں اور (showalware) یقہ کار کو آزاد صحافیوں نے ملٹی میڈیا اور انٹرایکٹو کہانی سنانے کے لیے ڈیجیٹل ٹیکنالوجیز کا استعمال شروع کیا سٹرلنگ، آر ایل، اینسپاچ، جے ایچ، ایلوچے، ای این، سیمیسیویک، جے، راجرز، سی ڈی، ویسٹن، کے ای، اور ہیز، کے (2009)۱۰۔

آج، صارفین لیپ ٹاپ، ٹیبلیٹ اور دیگر موبائل آلات کی بدولت بلاتعطل خبروں تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ بہت سے واقعات کو جائے وقوعہ پر موجود لوگ ریکارڈ کر کے شیئر کر دیتے ہیں۔ سوشل میڈیا پلیٹ فارمز جیسے ٹویٹر، یوٹیوب اور انسٹاگرام پر صحافی روایتی ذرائع ابلاغ کے مقابلے میں کسی بھی وقت وسیع تر سامعین تک پہنچ سکتے ہیں۔ نیومن کے مطابق، "ہم آڈیو، ویڈیو، اور الیکٹرانک ٹیکسٹ کمیونیکیشنز کے ایک عالمگیر باہم جڑے ہوئے نیٹ ورک کے ارتقاء کا مشاہدہ کر رہے ہیں جو کہ باہمی اور بڑے پیمانے پر مواصلات اور عوامی اور نجی مواصلات کے درمیان فرق کو دھندلا دے گا" (نیومین، پی، اور کینور تھی، جے، 1999)۱۲۔

معاشرے کا خبروں اور مواد کو استعمال کرنے کا طریقہ پچھلی دہائی میں ڈرامائی طور پر تبدیل ہوا ہے۔ انسانی تاریخ میں کبھی بھی دنیا ایک دوسرے سے رابطے میں نہیں رہی اور یہ ایک نئے، دلچسپ ڈیجیٹل دور کے فوائد کا ثبوت ہے۔ انٹرنیٹ ہمیں سیکنڈوں میں دنیا میں کسی سے بھی رابطہ قائم کرنے میں مدد دیتا ہے (ویلن ای، عمیر اے اور کان بوائے، 2019)۱۳۔ اب اسمارٹ فونز ہماری جیبوں میں ہائی ڈیفینیشن ویڈیو کی صلاحیتوں کے ساتھ سپر کمپیوٹرز ہیں۔ اور صحافیوں کو فوری طور پر لکھنے، ریکارڈ کرنے اور تقسیم کرنے کی صلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنی رپورٹنگ پر نظر کرنے کے لیے اخبار کے پرنٹ ہونے تک انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ فوراً سوشل میڈیا پر شیئر کر دیتا ہے۔ اور لوگ جو خبروں کے لیے اگلے دن کا انتظار کرتے تھے اب ایک مختصر جگہ پر اور مختصر وقت میں بہت ساری معلومات حاصل کر لیتے ہیں۔ پاکستان میں صحافیوں کے معمول کے کام میں موبائل فون کے استعمال کے بڑھتے ہوئے رجحان کا مشاہدہ کیا گیا ہے۔ فوائد کے ساتھ ساتھ خبروں اور میڈیا مواد کی ساکھ اور صداقت پر بھی سمجھوتہ کیا جاتا ہے

ڈیجیٹل اسپیس نے نہ صرف ہمارے پاس نیوز کے مختلف طریقے متعارف کرائے ہیں بلکہ ڈیجیٹل میڈیا نے خبر بتانے کے طریقے بلکل بدل دیے ہیں۔' اب تصاویر، آڈیو، وڈیوز، ریلز اور کئی دیگر طریقوں سے خبر بڑی تیزی سے پھیلتی ہے۔ اور ڈیجیٹل میڈیا نے لوگوں کو بھی اپنے خیالات کے اظہار کا موقع

فراہم کیا ہے۔ سپیچٹ اور بونانے کہا کہ ڈیجیٹل میڈیا رفتار کی وجہ سے جس میں بڑی کہانیاں شیئر کی جاتی ہیں خبر پر رد عمل پہلے سے کہیں زیادہ جلدی آتا ہے(سپیچٹ ایل2019)۱۴۔انہوں نے کہا کہ 24 گھنٹے کے بعد آنے والی خبروں کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے اور سوشل میڈیا کی وجہ سے تقریباً ہر منٹ خبر حاصل ہو رہی ہے۔ رائٹرز انسٹی ٹیوٹ فیلو پیپر، ڈیلی کوالٹی اخبار سالزبر گر نیچر چٹن میں آسٹریا اور بین الاقوامی خبروں کے شعبہ کے سربراہ نے صحافیوں اور ان کے سامعین کے درمیان نئے رشتے سے متعلق ایک تحقیقی مقالہ لکھا ہے، جس کا نام ہے:'ڈیجیٹل دور میں صحافت کا کردار۔ ایک سپر ہیرو یا کلارک کینٹ ہونا: کیا صحافی سمجھتے ہیں کہ نیٹ ورک جرنلزم (مستقبل میں) کام کرنے کے لیے ایک مناسب ٹول ہے؟'ٹریسیا کر سٹینسن کے مطابق ڈیجیٹل صحافت سے مراد ڈیجیٹل میڈیا کے ذریعے تیار کی جانے والی خبریں اور اس کے ساتھ ہیں۔ یہ تیزی سے روایتی پرنٹ اور براڈکاسٹ جرنلزم میں شامل ہو رہا ہے۔ بہت سے اخبارات بھی ہر روز انٹرنیٹ کے مساوی خبریں شائع کرتے ہیں، اور بہت سے ٹیلی ویژن نیوز اسٹیشنوں میں انٹرایکٹو سائٹس ہیں جو پوڈکاسٹ، سرخیاں یا مکمل کہانیاں، اور متعدد دیگر خصوصیات پیش کر سکتی ہیں۔ چونکہ خبروں پر انحصار تیزی سے انٹرنیٹ سے خبروں کو حاصل کرنے پر مرکوز ہو گیا ہے، یہ صحافت کی ایک بڑھتی ہوئی شکل ہے جس نے میڈیا کی دیگر اقسام، خاص طور پر معیاری پرنٹ میڈیا کو منفی طور پر متاثر کیا ہے (الزاموراجی اور گامباراٹو آر(2018)اور ٹریسیا کر سٹینسن، ۲۰۲۲)۱۵۔انفارمیشن ٹیکنالوجی نے مجموعی طور پر صحافت کو متاثر کیا ہے۔ اس نے لوگوں کے اس معلومات پر کارروائی کرنے اور وصول کرنے کے طریقے کو تبدیل کر دیا ہے۔ اسی طرح، اس نے صحافیوں کے اپنے کام سے متعلق کچھ کام انجام دینے کے طریقے کو بھی متاثر کیا ہے (حسین اور اقبال، 2013)۔

آج نیوز میڈیا فرموں کو درپیش سب سے بڑا چیلنج انٹرنیٹ اور ٹیلی فونی کے نیوز میڈیا پلیٹ فارمز کے ذریعے خبروں کی تقسیم کے بدلتے ہوئے ذرائع ہیں،" جو خبریں فراہم کرتے ہیں وہ آج کے صارفین کی ضرورت کے مطابق ہیں اور قابل رسائی فارمیٹس میں ہر وقت موجود ہے Ferrer, E., Bouso-F1o, C., Jorge, J., Lora, L., Miranda, E., & Natalizio, N. (2013)'۱۶۔ فریر کا کہنا ہے کہ واقعی انٹرنیٹ کا اثر صحافت پر پڑتا ہے جس کی بنیاد پر اس نے لوگوں کو اخبارات یا ٹیلی ویژن کے ذریعے خبروں تک رسائی سے روکا ہے۔ انٹرنیٹ کے داخلے نے صحافیوں کے روایتی طریقوں کو برقرار رکھنے کے معاملے میں ایک مشکل کھڑی کر دی ہے۔ آج، زیادہ تر سامعین اپنا وقت اخبار پڑھنے، ٹیلی ویژن دیکھنے، یا ریڈیو سننے میں صرف نہیں کرتے، جیسا کہ پچھلی صدی میں ایسا ہی تھا۔ نوجوان نسل کے لیے سوشل میڈیا کے استعمال نے اخبارات کے بارے میں ان کا زاویہ نگاہ بدل دیا ہے۔ آج، لوگ مختلف قسم کے نیوز چینلز کے ذریعے معلومات تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، نئے میڈیا پلیٹ فارم کے ساتھ، جو انٹرنیٹ ہے، زپنگ کے ذریعے ایک ہی وقت میں کئی میڈیا پلیٹ فارمز تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ فریر کے مطابق 2000 کے اواخر تک انٹرنیٹ سے چلنے والے معلومات جمع کرنے اور پھیلانے کے آلات کی قسمیں موجود نہیں تھیں۔ مثال کے طور پر، بلاگ، آر ایس ایس فیڈز، جی میل، پوڈکاسٹ، یوٹیوب، ٹویٹر، ایچ ڈی، وائی فائی، آئی پوڈز، اینڈرائیڈز، ای بک، اور گوگل نیوز نے حال ہی میں صحافت کی دنیا میں انقلاب لانے کی صلاحیت کے ساتھ جنم لیا ہے۔ جیسے جیسے اخبارات کے قارئین میں کمی آتی ہے، سوشل میڈیا کا استعمال بڑھتا جاتا ہے۔ سامعین میگابائٹس کی معلومات استعمال کر رہے ہیں، جو نیوز میڈیا کے ذریعے مسلسل فراہم کی جارہی ہے۔

ڈیجیٹل صحافت تسلیم شدہ اور مستند خبروں کے ذرائع سے آسکتی ہے، لیکن وہ افراد یا چھوٹے گروہ ہو سکتے ہیں وہ بھی اسے تیار کرتی ہے۔ مؤخر الذکر کی مثالوں میں ہفنگٹن پوسٹ اور پولیٹیکو جیسی سائٹیں شامل ہیں، اور بہت سی ویب سائٹوں پر دستانے اس لحاظ سے بند ہیں کہ کیا پرنٹ کیا جا سکتا ہے یا کیا جائے گا۔ چونکہ انٹرنیٹ کنیکشن کے ساتھ کوئی بھی خبر کہانی لکھنے یا شائع کرنے کا راستہ تلاش کر سکتا ہے، اس لیے معلومات کو چھوڑنے یا کسی بھی معلومات کو چھپانے کی امید کرنے کا خیال بنیادی طور پر ختم ہو گیا ہے۔ جو کوئی بھی کہتا ہے، کرتا ہے یا اظہار کرتا ہے اسے آسانی سے یوٹیوب ویڈیو پر دکھایا جا سکتا ہے، اور کسی ویب سائٹ پر، یا ٹویٹ پر بھی لکھا جا سکتا ہے، اور ایک لحاظ سے، ڈیجیٹل جرنلزم کو لاکھوں شوقیہ صحافیوں کے کیریئر کا آغاز کہا جا سکتا ہے۔

انجا اپنی تحقیق کو اس طرح بیان کرتی ہیں: "روایتی میڈیا- جیسے اخبارات، ریڈیو یا ٹی وی - ایک خوفناک رولر کوسٹر سواری پر ہیں۔ انہیں اب زیادہ شعور والے سامعین کا سامنا ہے۔ ڈیجیٹلائزیشن کے دور میں صحافی حد سے زیادہ دباؤ کا شکار ہیں۔ انہیں نہ صرف نئے عوام اور ان کے نئے اپنائے گئے رویے کو بطور شراکت دار سمجھنے کی ضرورت ہے، بلکہ انہیں سامعین کی تعاون کی خواہش کو بھی سمجھنے کی ضرورت ہے۔ صحافیوں کے ساتھ۔ یہ تعاون کس طرح نظر آسکتا ہے اس کا ایک حل نیٹ ورکڈ جرنلزم ہے۔ حقائق، سوالات، جوابات، خیالات کا اشتراک کرنے کے لیے برانڈز اور پرانی حدود میں ایک دوسرے سے منسلک ہو رہے ہیں۔ سوال باقی ہے: کیا صحافی سمجھتے ہیں کہ نیٹ ورک جرنلزم (مستقبل میں) کام کرنے کے لیے ایک مناسب ٹول ہے؟ اس مقالے میں برطانوی اور آسٹریا کے صحافیوں کے ساتھ انٹرویو لیے گئے وہ کہتے ہیں ڈیجیٹل دور میں صحافت کا کردار روزمرہ کی حقیقت بن چکا ہے۔ یہ اب کوئی ٹول نہیں ہے جسے استعمال کرنے کا انتخاب کیا جا سکتا ہے، لیکن یہ ان کے کام کا معمول بن گیا ہے۔ اگرچہ رہنما اصول بڑی حد تک غائب ہیں، عوام کو ساتھ لے کے چلنا بہت ضروری ہے۔ خبروں پر سامعین کے ساتھ مل کر تخلیق کرنے اور ان کے ساتھ تعاون کرنے کی اہمیت یہ ہے کہ ان کی آوازیں کہانی کا حصہ بنتی جا رہی ہیں، اور صحافی اب کسی قسم کا محب وطن تبصرہ نگار نہیں رہا۔ اب جس چیز کی ضرورت ہے وہ ہے انتظامیہ کی طرف سے تعاون، انفراسٹرکچر بنانے کے لیے سرمایہ کاری، اور نیوز رومز میں عوام کے ساتھ موثر تعاون اور تعاون کو فعال کرنے کے لیے رہنما اصول، ڈیٹا کو منظم کرنے اور اس کی تصدیق کرنے کے لیے تکنیکوں اور آلات کا اطلاق کرنا۔ جو چیز ضروری ہے وہ صحافت کی بنیادی اقدار ہیں: فلٹر کرنا، ترمیم کرنا، چیک کرنا، پیک کرنا، تجزیہ کرنا اور تبصرہ کرنا- تصدیق کے بنیادی اصول جو دہائیوں سے موجود ہیں اور متروک نہیں ہوں گے۔ اگر صحافی ان اصولوں پر قائم رہیں اور ایڈیٹرز انہیں مناسب رہنمائی اور تعلیم فراہم کریں تو ڈیجیٹل دور میں 'اچھی صحافت کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔ ڈومینک کے

مطابق اسمارٹ فون کے ساتھ کسی بھی شخص کے لیے ایونٹ کو لائیو اسٹریم کرنے یا رائے کو ٹویٹ کرنے کی صلاحیت ڈیجیٹل دور میں صحافت کے حوالے سے ایک بڑا مسئلہ پیدا کرتی ہے۔ بغیر کسی اضافی تحقیق یا رپورٹنگ کے حقائق کے طور پر لی گئی رائے غلط معلومات کے پھیلاؤ کا باعث بنتی ہے جو اکثر حقائق سے کہیں زیادہ توجہ حاصل کرتی ہے۔ ڈیجیٹل جرنلزم کا ایک بڑا فائدہ وہ رفتار ہے جس پر اسے تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس سے مزید چیلنجز بھی پیدا ہوتے ہیں، کیونکہ خبروں کو سامنے لانے اور معلومات کے درست ہونے کو یقینی بنانے کے درمیان توازن برقرار رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ چیزیں ڈیجیٹل صحافت کو متاثر کرتی ہیں، اور ان کا مقابلہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ صحافی بریکنگ سٹوریز دینے کی بجائے پیشہ ورانہ مہارت کے ساتھ حقائق پیش کرے۔ اکثر، حقائق کی مکمل جانچ کے بغیر خبریں بھیجی جاتی ہیں، جس سے غلط معلومات پھیلتی ہیں۔ مستقبل اور حال کے صحافی مندرجہ ذیل اصولوں پر عمل کر کے غلط معلومات سے بچ سکتے ہیں۔ مثلاً ذرائع کے درست ہونے کو یقینی بنانا غلط معلومات کو باہر جانے سے روکتا ہے۔ اشاعت سے پہلے تمام اعداد و شمار کی جانچ پڑتال کریں: اعداد و شمار، آمدنی اور دیگر عددی ڈیٹا رپورٹنگ میں اہم ہے، کیونکہ یہ مجموعی تصویر کو پیش کرنے میں مدد کرتا ہے۔ سچائی پر کاربند رہیں: اخلاقیات اور سچائی کا عزم اس ضابطے کے اہم حصے ہیں جن پر صحافی کو عمل پیرا ہونا چاہیے۔ غلط معلومات کو شائع کرنا صحافی کی ساکھ کو نقصان پہنچاتا ہے۔ رائے کے بغیر حقائق کو پیش کرنا چاہیے۔ صحافی کو تعصب کے بغیر رپورٹنگ کرنی چاہیے تاکہ قاری یا سننے والے کو خود فیصلہ کرنے کا موقع ملے۔ رپورٹنگ میں دیانتداری کو برقرار رکھنا چاہیے۔ صحافی کو پیشہ ور کھلاڑیوں، سیاست دانوں یا اقتدار میں موجود دیگر لوگوں کی حمایت کرنے کی بجائے

عوام کو سننے کی ضرورت ہے اور پوری ایمانداری سے حقائق کو سامنے لائے (ڈومینک، ڈی ڈی، اور حنا، ایس (2016، اگست)۱۷۔

درحقیقت سوشل میڈیا آج کی صحافت کے لیے سب سے بڑا چیلنج ہے۔ ڈوذ ایم (2007) کے مطابق، صحافت پر سوشل میڈیا کی طرف سے درپیش چیلنج مستقل ہو سکتا ہے۔ صارفین کا رجحان ہے کہ وہ جو چاہیں، کہاں، اور جب چاہیں۔ انٹرنیٹ نے صحافت کا چہرہ بالکل بدل کر رکھ دیا ہے۔ انٹرنیٹ نے الیکٹرانک جرنلزم کو انفارمیشن ٹرانسفارمیشن کیریئر سے انفارمیشن پروسیسنگ میں تبدیل کر دیا ہے سوڈسن ایم (2013)۱۹۔ انٹرنیٹ صحافت نے مختلف اثرات مرتب کیے ہیں۔ اس نے میڈیا کے کام اور نوعیت کو تبدیل کر دیا ہے، شہریوں کو میڈیا کے مواد میں حصہ ڈالنے، معلومات کو پھیلانے، ورچوئل

نیٹ ورک کے ذریعے خبروں کا مقابلہ کرنے اور خبروں کی تیاری میں براہ راست حصہ لینے کے قابل بنایا ہے۔ در حقیقت لی، ٹی (2009) انٹرنیٹ پر مبنی میڈیا کو نیٹ ورک جرنلزم کہتے ہیں لی، ٹی (2009)۲۰۔

انٹرنیٹ کا صحافت پر گہرے اثرات ہیں۔ اس نے صحافت کے افعال اور نوعیت کو تبدیل کر دیا ہے۔ شہری اب انٹرنیٹ کے ذریعے غیر فلٹر شدہ معلومات تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ پہلے گیٹ کیپر قواعد کے مطابق کچھ معلومات میں ترمیم کرتے اور سامعین کے ذہنوں میں آئیڈیاز کو اتارا جاتا تھا مگر اب یہ وقت گزر چکا ہے۔ ماضی میں نوٹ بک یا کیمرہ رکھنے والے صحافی کو بھاری بھرکم بندوق پکڑے بندر سے تشبیہ دی جاتی تھی اور اس کا سامعین پر جادوئی اثر ہوتا تھا۔ تاہم، گڈ مین، جے ای (2005) کے مطابق، انٹرنیٹ کو وسیع پیمانے پر اپنانے کے ساتھ، صحافی (Magic Bullet role of media) اب گیٹ کیپر کے بجائے گیٹ واچر بن چکا ہے۔ اب صحافی اور شہری معلومات کا تبادلہ کرتے ہیں کیونکہ دونوں معلومات کے لیے ایک دوسرے پر انحصار کرتے ہیں۔ ہر شہری انٹرنیٹ کے ذریعے بعض خبروں کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کر سکتا ہے۔ اسی طرح سامعین انفارمیشن پروسیسنگ کے عمل میں حصہ لیتے ہیں، مگر پہلے ایسے نہیں تھا۔ سامعین کے پاس معلومات تک رسائی کے دوسرے چینلز موجود ہیں۔ اس دلیل کا مطلب ہے کہ انٹرنیٹ نے سامعین کے لیے مزید جگہیں کھول دی ہیں۔ وہ دور جب گیٹ کیپر سامعین کے لیے مواد میں ترمیم کرتا تھا انٹرنیٹ کے ذریعے ختم کر دیا گیا ہے۔
کے مطابق لوگ اس نئے دور کی وجہ سے خبر کو ترمیم کرنے (Xu, T. (2015 انٹرنیٹ نے آج کی دنیا میں صحافت کی نوعیت کو مکمل طور پر بدل دیا۔ سے پہلے ہی حاصل کر لیتے ہیں۔ آج، دنیا بھر کے صحافی حقیقی وقت میں خبروں کی معلومات کا تبادلہ کر سکتے ہیں۔ انٹرنیٹ نے پوری دنیا میں معلومات کے تبادلے کو فروغ دیا ہے۔ یوٹیوب اور اسکائپ کے ذریعے نشر ہونے والی لائیو نشریات کے ذریعے زیادہ سے زیادہ معلومات کے تبادلے کے ساتھ خبروں کے معیار اور تنوع میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ صحافی دوسرے بین الاقوامی میڈیا کے ساتھ براہ راست موازنہ کے ذریعے اپنے کام کے معیار کو بھی کنٹرول ، رابرٹ؛ ڈرون، برینڈا (1999) کے مطابق صحافت پر انٹرنیٹ کو معلومات کے پھیلاؤ سے Huesca)۲۱۔(Xu, T. (2015 کرنے کے قابل ہیں آج کے انفارمیشن پروسیسنگ فنکشن میں بدل دیا ہے۔ انٹرنیٹ اس لحاظ سے منفرد ہے کہ یہ دوسرے میڈیا کے ساتھ تعامل اور رابطے کو بڑھاتا ہے۔ اس انفرادیت کے نتیجے میں صحافت اور اس کی ثقافت میں نمایاں انقلاب آیا ہے۔ انٹرنیٹ کے ساتھ، سامعین اور ذرائع معلومات کی تیاری کے عمل میں تقریباً برابر کا کردار ادا کرتے ہیں۔

اس بات کا کہنا ہے کہ آج کے سامعین اب غیر فعال نہیں ہیں بلکہ خبروں کی پروسیسنگ اور پھیلاؤ میں ان کا اہم کردار ہے۔ ڈیوز (Deuze (2005 کا دور ختم ہو چکا ہے۔ صحافی جس میڈیا مواد کو نشر کرتے ہیں وہ سامعین کے ذوق اور ترجیحات پر one-way communication کے مطابق اب منحصر ہے۔ انٹرنیٹ کے آنے سے معلومات کے بہاؤ کا رجحان روایتی یک طرفہ ہونے کی بجائے دو طرفہ ہے۔ میڈیا کے سامعین ٹویٹر اور یوٹیوب کے ذریعے براہ راست پروگراموں میں شرکت کرتے ہیں۔ زیادہ تر اسٹیشنوں نے کال ان بھی متعارف کرائی ہیں تاکہ لوگ اپنی رائے کا اظہار کر سکیں۔

ڈیجیٹل دور میں صحافت کا مستقبل

صحافت کی صنعت ایک دہائی پہلے جیسی نظر نہیں آتی۔ یونائیٹڈ اسٹیٹس بیورو آف لیبر اسٹیٹسٹکس کا تخمینہ ہے کہ 2029 تک صحافت کی ملازمتوں میں 11 فیصد کمی ہو گی، جس سے صنعت کی شدید زوال کا اضافہ ہو گا۔ ان کے مطابق نئے دور کو اپنانا ہی واحد مستقل تبدیلی ہے۔

جس میں صحافیوں کو ملٹی میڈیا میں مہارت اور جدید دور کے تقاضوں کے مطابق لوگوں کو معلامات فراہم کر کے ہی کامیابی مل سکتی ہے۔

سپیچیٹ نے کہا، کی آپ کو واقعی اب ڈیجیٹل طور پر جاننا اور جاننا ہو گا۔ اور اب، صحافت کے میدان میں کامیاب ہونے کے لیے، آپ کو کسی حد تک ڈیجیٹل شخص ہونا ضروری ہے۔ لیکن ایک ہی سانس میں یہ صلاحیت ایک لعنت بن سکتی ہے۔ غلط معلومات بہت زیادہ چلتی ہیں، اور سچی، غیر جانبدارانہ

صحافت اس سے زیادہ تنقیدی کبھی نہیں رہی۔ڈیجیٹل دور میں صحافت کے مستقبل کے لیے خبر رساں اداروں اور صحافیوں کی ضرورت ہوگی کہ وہ خبروں کی رپورٹنگ اور تقسیم کے طریقہ کار کے مطابق جمود کو مکمل طور پر تبدیل کریں۔

ماضی کی اردو صحافت۔

،ہندوستان میںJames Augustus Hickey جنوبی ایشیا میں صحافت کا میدان ''دی بنگال گزٹ'' کی اشاعت سے شروع ہوا۔انگریزی میں ۔بگھیو(1988)کے مطابق1822میں شائع ہونے والا ہفتہ وار اخبار "جام(Bughio1988،) برطانوی حکومت کے دوران1780 میں شائع ہوا جہاں نما"اردو کا پہلا اخبار سمجھا جاتا ہے۔اس اخبار کا کل مواد اردو میں نہیں تھا اردو صحافت کی تاریخ،(1987)۲۱۔

یہ فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں تھا۔ تاہم اردو زبان کا پہلا مکمل اخبار "اردو اخبار"جو1836 میں مولوی محمد باقر نے دہلی سے شائع کیا۔1857 میں مسلمانوں کی آبادی اور برطانوی حکومت کے درمیان سیاسی تعلقات تناؤ بڑھ گیا اور مسلمانوں کی ملکیت والے اخبارات نے انگریزوں کے حملے کے خلاف لکھنا شروع کر دیا۔انڈیا اس کے جواب میں برطانوی حکام نے مسلمانوں کی ملکیت والی پریس اور اہم شخصیت کو بند کر دیا۔صحافی مولوی باقر کو سزائے موت سنائی گئی۔اس نے مسلم آبادی کے درمیان خلیج پیدا کر دی۔اور برطانوی حکام جو کئی سالوں تک جاری رہے۔مسلم آبادی اور برطانوی حکام کے درمیان خلا کو پر کرنے کے لیے سرسید احمد خان 1870 میں اردو کا پرچہ "تہذیب اخلاق"شروع کیا۔20ویں کے بتدائی سالوں میں1906 میں مسلم لیگ کے قیام کے بعد مسلم پریس کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنے لگے۔اس کی وجہ سے برصغیر میں پریس کی بحالی ہوئی،اور کافی تعداد میں انگریزی، ہندی،اردو،اور دیگر کئی زبانوں میں اخبارات شائع ہونے لگے۔اس دور کے مشہور اور بااثر اخبارات ''کامریڈ'' اور ''ہمدرد'' تھے۔اردو میں مولانا ظفر علی کا"زمیندار"۔اس نے ہندوستان کی مسلم آبادی کو آواز دی۔جیسا کہ 1930 اور1940 کی دہائیوں میں ہندوستان کے ہندو اور مسلمانوں نے آزادی کی تحریک شروع کی۔دی ہندوستان میں پریس نے اس تحریک آزادی میں پر جوش حصہ لیا۔بہت سے انگریزی اخبارات: دی اسٹار آف انڈیا،مارننگ نیوز آف کلکتہ،ایسٹرن ٹائمز آف لاہور،دی ویکلی آبزرور،الہ آباد،کراچی کی سندھ ٹائمز،پشاور کی خیبر میل اور پٹنہ کی دی نیو لائف تھے۔اس مدت کے دوران شائع کیا جارہاہے. بانی بابائے قوم قائد اعظم محمد علی جناح پاکستان نے1930 میں انگریزی ہفت روزہ اخبار "ڈان"کا آغاز کیا۔اسے1942 میں روزانہ کا درجہ ملا،اور اب بھی یہ پاکستان کا بااثر اخبار ہے۔ہندوستان سے تقسیم کے دوران پاکستان کو صرف چار بڑے مسلم اخبارات ملے۔پاکستان ٹائمز، زمیندار،نوائے وقت،اور سول اینڈ ملٹری گزٹ،سب لاہور میں واقع ہیں۔البتہ،کچھ مسلم پیپرز پاکستان منتقل ہوئے،جن میں ڈان،نوائے وقت،جنگ وغیرہ بھی شامل ہیں صحافت پاک وہند میں،عبدالسلام خورشید،1963،صحافت اور ابلاغ،ڈاکٹر شفیق جالندھری اور اُردو صحافت کے 150 سال،ڈاکٹر رشید احمد گوریجہ)۔

Methodology

اس تنقیدی جائزے کے لئے ریسر چزنے تیرہ معروف صحافیوں جن کا تجربہ تیس سال سے زیادہ اور پندرہ سال سے کم ہے کے انٹرویوز لیے اور ان کی کو نظریاتی فریم ورک کے طور پرا(Media Hagemony Theory)) رائے کی روشنی میں اپنے نتائج اخذ کیے۔اس مقالے میں میڈیا ہیجمنی تھیری ستعال کیا گیا ہے۔تاکہ یہ دیکھا جاسکے کہ کسطرح سوشل میڈیا نے اخبارات،ریڈیو اور ٹی وی پر اثرات مرتب کیے ہیں اور کسطرح ان سب کو سوشل میڈ یا ٹرنڈز کی پیروی کرنی پڑتی ہے۔

انٹرویو دینے والوں کے خدوخال۔

اس مقالے کے لیے تیس سال سے

زیادہ

تجربہ اور پندرہ سال سے کم تجربہ رکھنے والے صحافیوں کا ڈیجیٹل میڈیا سے متعلق انٹرویو لیے گئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سیریل نمبر

سیریل نمبر	نام	تجربہ	عمر
1	سید تاثیر مصطفی اور واصف ناگی	40/45	70/65
2	حسین اولکھ	7	35
3	امجد کاظمی	35	60
4	امجد کاظمی	7	32
5	خالد منہاس	25	50
6	تابش شہزاد	11	32
7	ضیاءاللہ نیازی	25	50
8	اویس حمید	13	35
9	امجد عثمانی	25	50
10	سدرہ ڈار	11	34
11	دین محمد درد	30	70
12	شاہد اسلم	10	35

Discussion and Analysis

سوال 1۔ڈیجیٹل میڈیا نے پیشہ وارانہ صحافت پہ کیا اثرات مرتب کیئے ہیں اور اردو جرنلزم کی پسماندگی یا ترقی کیا ہے؟؟

سوال نمبر 2۔ڈیجیٹل میڈیا کے آنے سے اردو جرنلزم پہ مثبت اثرات مرتب ہوئے ہیں یا منفی؟

سوال نمبر 3۔ جدید ذرائع ابلاغ سے جڑے معاشی فائدے

نے اردو جرنلزم کو کس حد تک متاثر کیا ہے؟ (commercialism)

اردو جرنلزم کی پسماندگی یا ترقی کیا ہے اور ڈیجیٹل میڈیا کے پیشہ وارانہ صحافت پہ اثرات؟

:-جدید ذرائع ابلاغ کے اردو صحافت پر مثبت اثرات

ضیاء اللہ نیازی نے کہا کہ ڈیجیٹل میڈیا نے دنیا میں انقلاب برپا کر دیا ہے اور دنیا کو گلوبل ویلیج بنا دیا ہے(۷،۲۵،۵۰)۔

خالد منہاس نے کہا کہ ڈیجیٹل میڈیا نے عوام کو باشعور بنا دیا ہے۔عوام میں خبریت کی اہمیت میں اضافہ ہوا ہے اور خاص طور پر اردو صحافت کو فروغ ملا ہے(۵،۵۰،۲۵)۔

امجد عثمانی نے کہا کہ ڈیجیٹل میڈیا کی وجہ سے صحافیوں کہ تعداد میں اضافہ ہوا ہے اور بہت سے لوگوں کو روزگار کر مواقع میسر ہوئے ہیں۔اور ڈیجیٹل میڈیا میں خبر کے ذرائع بھی زیادہ ہیں(۵۰،۲۵،۹)۔

تشریح یا وضاحت۔

اوپر دیے گئے سوالات کے جوابات کے روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ جہاں دنیا کے کہیں بھی رونما ہونے والا واقع پلک جھپکنے میں دنیا کے ہر کونے میں پہنچ جاتا ہے۔ڈیجیٹل میڈیا نے روایتی میڈیا کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے اس کی اہمیت کا اندازہ ہم اس بات سے بھی لگا سکتے ہیں کہ جن اخبارات یا نیوز چینلز نے خود کو ڈیجیٹلائز نہیں کیا وہ یا تو بند ہو گئے ہیں یا بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ڈیجیٹل میڈیا کے اثرات اس قدر زیادہ ہیں کہ یہ کسی بھی خبر پہ لوگوں کو فورا reactionary mood میں لے آتا ہے۔یہ منفی یا مثبت دونوں ہو سکتے ہیں۔

چونکہ پاکستان کا لٹریسی ریٹ کم ہے تو یہاں انگریزی اخبار کی سرکولیشن بھی کم ہے جبکہ اردو قومی زبان ہونے کے ناطے زیادہ بولی لکھی اور پڑھی جاتی ہے۔ زیادہ لوگ اردو میں ہی خبر کی رسائی رکھتے ہیں۔

ضیا اللہ نیازی کہتے ہیں کہ اور ایک خبر پہ آپکو ہر طرح کا مواد بھی مل جائے گا جہاں بلاگز،یوٹیوب،وی لوگز،انسٹا،ٹویٹر،فیس بک اور ہزاروں ویب سائٹس ہیں جس سے میڈیائی تسلط (hegemony) کو دھچکا لگا ہے۔خبر پہ جن میڈیا ہاؤسز کی اجارہ داری تھی وہ اب ویسی نہیں رہی ڈیجیٹل میڈیا کے آنے کی وجہ سے۔ڈیجیٹل میڈیا پہ بہت سے رجسٹر ادارے اور ویب سائٹس خبر کی خبریت کے ساتھ موثر انداز میں پیش کرتے ہیں۔جس سے مقابلہ بازی کی فضا قائم ہوتی ہے جس سے رجسٹر اداروں کی کوالٹی بہت بہتر ہوئی ہے۔میڈیا مالکانوں کی فرعونیت کو بھی دھچکا لگا ہے۔انہوں نے مزید بتایا کہ ڈیجیٹل میڈیا کی وجہ سے چھوٹی چھوٹی خبروں کو بھی اہمیت ملی ہے جو کہ پہلے اخبار اور الیکٹرانک میڈیا میں سپیس کم ہونے کی وجہ سے لوگوں کی توجہ کا مرکز نہیں بن پاتی تھیں۔خاص طور پہ اقلیتوں کو۔خواتین کو،ٹرانسجینڈر کو اور شہری جرنلزم کو بھی بڑی سپیس ملی ہے

ڈیجیٹل میڈیا کی وجہ سے بہت علاقائی معاملات سے آگاہ ہوئے ہیں۔جن آوازوں کو اخبارات یا مین سٹریم میڈیا کوریج نہیں ملتی تھی۔وہی مسائل digital میڈیا پر اجاگر ہوئے۔ان میں منظور پشتین،علی وزیر وغیرہ لوگ اپنے علاقوں کی زبان بنے جنہیں دہشتگردی کی جنگ میں زبردستی دھکیلا گیا اور انہوں نے اس کے خلاف آواز اٹھائی۔بلوچستان کے گمشدہ افراد اور انکی مسخ شدہ لاشوں کا معاملہ ہو ڈیجیٹل میڈیا نے بہت کردار ادا کیا ہے۔یہاں صحافیوں کو اظہار رائے کی آزادی ملی۔چاہے انکو اسکی قیمت بھی دینا پڑی لیکن انکو اظہار کا موقع ملا۔

تاثیر مصطفی نے کہا کہ ڈیجیٹل میڈیا کے آنے سے اردو جرنلزم کو بہت ترقی ملی ہے اور اردو کی ریڈر شپ زیادہ ہونے کی وجہ سے کئی سوفٹ ویئر اردو کو استعمال کر رہی ہیں اور ڈیجیٹل میڈیا نے آپ کو ایسے ایسے پلیٹ فارم مہیا کیئے ہیں جہاں سپیس اور ٹائم کم رکھا جاتا ہے تاکہ جامعیت اور unicode اختصار کے ساتھ آپکو خبر تک رسائی حاصل ہو سکے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ رجسٹر اور نامور ادارے کوالٹی کا کام کر رہے ہیں۔ سینیئر صحافی نعیم مصطفی نے کہا اردو جرنلزم نے خود کو منوایا ہے اردو کے قاری ڈیجیٹل میڈیا پہ اردو اخبار ہی پڑھتا ہے۔ اردو میں بہت وسعت ہے اور خاص طور پہ ڈیجیٹل میڈیا سے خود کو نکالا ہے جیسے کہ انڈیا پاکستان تنازعہ، لسانی، صوبائی، علاقائی اور فرقہ stereotypical presentation میں اردو اخبارات نے خود کو واریت سے ہٹ کر بات کرنے کی کوشش کی ہے۔

شاہد اسلم

کی ذرائع entertainment نے کہا کہ اردو لکھنے والوں میں اضافہ ہوا ہے اور خاص طور پہ ٹیلنٹ کو منوانے کے لیئے لوگوں کو ایک پلیٹ فارم ملا ہے۔ بڑھ گئے ہیں اور مزاحیہ انداز میں سماجی، معاشی، معاشرتی اور سیاسی مسائل کو اجاگر کرنے کا موقع ملا ہے (۱۰، ۱۲۔ ۳۵)۔

-:جدید ذرائع ابلاغ کے اردو صحافت پر منفی اثرات

حسین اولکھ نے منفی پہلوؤں پہ بات کرتے ہوئے کہا کہ کمیونیکیشن کے جدید آلات نے ہمارے معاشرے کو بدل کے رکھ دیا ہے اور خاص طور پہ صحافت کو توڑ کے رکھ دیا ہے (۷، ۲، ۲۵)۔

کا چہرہ نہیں victim کی سدرہ ڈار نے کہا کہ ہم اخبار اور الیکٹرانک میڈیا پہ لاشیں نہیں دیکھا سکتے، خون آلود کپڑے نہیں دیکھا سکتے، ریپ VOA دیکھا سکتے لیکن ڈیجیٹل میڈیا آپکو یہ سب واضح طور پر دکھا رہا ہے (۳۴، ۱۱، ۱۰)۔

(۴، ۷، ۳۲) عبدالوحید ربانی نے کہا جہاں پہلے بہت اچھے لکھاری اور تجزیہ کار آپکو مل جاتے تھے جو اپنی صحافتی ذمہ داریوں سے واقف تھے

وضاحت۔

تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ جب بھی کوئی نئی ٹیکنالوجی وجود میں آتی ہے اس کے معاشرے پہ مثبت اور منفی دونوں طرح کہ اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ہم دیکھتے کہ سائنس نے جہاں ہمیں جدید دور میں لا کھڑا کیا ہے وہاں اسی سائنس نے ایٹم بم بھی بنا کے انسانیت کو تہس نہس کرنے کا سامان بھی مہیا کر رکھا ہے۔ اسی طرح کسی بھی فیلڈ میں ٹیکنالوجی نے جہاں انسان کی زندگی بہت آرام دہ اور آسان بنا دی ہے وہاں اسی ٹیکنالوجی کے منفی اثرات کر دیا ہے۔ مس انفارمیشن، ڈس انفارمیشن اور سنسنی خیزی نے معاشرے polarised بھی اپنا اثر دیکھا رہے ہیں۔۔ ہمارے معاشرے کو بہت زیادہ check n میں جو انتشار پھیلایا ہے وہ کسی ایٹم بم کی تباہی سے کم نہیں ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ ڈیجیٹل میڈیا میں قانون سازی کا نا ہونا اور کوئی کا نا ہونا ہے۔ زیادہ صحافیوں نے متفقہ طور پر اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اس نے اخبار کے قاری، ریڈیو کے سامعین اور ٹی وہ کے balance ناظرین کو بہت متاثر کیا ہے۔ فوری خبر کے چکر میں کوئی سینسر شپ یا کوئی فلٹر، کوئی گیٹ کیپر نہیں ہے۔ سب آزاد ہیں۔ جو چاہے جو مرضی لکھ دے۔ جو مرضی دیکھا دے۔

امجد عثمانی نے انکی وجوہات بیان کرتے ہوئے کہا کہ ڈیجیٹل میڈیا پہ پیشہ ور صحافیوں کا فقدان ہے جو آنے لائکس اور فین فالوئنگ بڑھانے کے چکر میں کوالٹی کو نظر انداز کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے صحافت داغدار ہوئی ہے۔ کیونکہ اب ڈیجیٹل میڈیا میں ایسے صحافی بھی آ رہے ہیں جو کہ متعلقہ تعلیم سے ہٹ کر ہیں مقابلہ بازی اور سنسنی خیزی کی دوڑ میں صحافت کی اصل روح، سچ گم ہو گیا ہے۔ پہلے لوگ اخبار پڑھتے تھے اخبار کے لیئے خاص ٹائم نکالتے تھے لیکن ڈیجیٹل میڈیا پہ فوری خبر بغیر تحقیق اور صحافتی قوانین سے بالا ہو کے رسائی مل جاتی ہے۔ جو بعض اوقات انتشار کا باعث بنتی ہے۔

ڈیجیٹل میڈیا اسقدر بااثر ہو چکا ہے کہ اخبار اور الیکٹرانک میڈیا بھی اپنا بلیٹن سوشل میڈیا کا ٹرینڈ دیکھ کے بناتے ہیں۔

ربانی صاحب کے مطابق انکے لیئے صحافت ایک فریضہ تھی۔ صحافت کو پیغمبری کا درجہ حاصل تھا۔ لیکن اب ہم ڈیجیٹل میڈیا کے آنے کے بعد ایسا کچھ نہیں دیکھتے۔ ڈیجیٹل میڈیا کی وجہ سے لوگوں کا صحافت پہ عدم اعتماد بڑھ رہا ہے۔ صحافت کی اقدار میں کمی ہوئی ہے۔ پروفیشنلزم نہیں ہے۔ غیر رجسٹر اداروں اور ویب سائٹس نے صحافت کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔

امجد کاظمی نے کہا کہ ڈیجیٹل میڈیا ایجنڈا سیٹر کے طور پہ زیادہ پاپولر ہے۔ یہ ایجنڈا لوگوں میں تفریق کو بڑھاوا دے رہا ہے کیونکہ اب ہم دیکھتے ہیں کہ آج کا صحافی بہت جانبدار ہے۔ مین سٹریم میڈیا کے اداروں میں بہت زیادہ یہ عنصر غالب آ رہا ہے اور ڈیجیٹل میڈیا پہ تو لوگ بھی شامل ہو جاتے ہیں اس پہ لے گیا ہے جہاں لوگ فوری فوری بغیر تحقیق کے بات کو آگے بڑھاتے reactionary mode ایجنڈے کو پھیلانے میں۔ ڈیجیٹل میڈیا لوگوں کو ہیں۔

پیشہ وارانہ صحافت پر مثبت اثرات۔

ایکسپریس ٹی وی کے اویس حامد نے بتایا کہ اب تو مین سٹریم میڈیا نے بھی سوشل میڈیا کا ایک مانیٹرنگ ڈیسک بنا دیا ہے جہاں سے خبروں کا حصول ہوتا ہے۔ کیونکہ ڈیجیٹل میڈیا اب ایک مستقل اور اہم جزو ہے مین سٹریم میڈیا کا۔ آج سے پانچ چھ سال پہلے فیلڈ سے جو وڈیو آتی تھیں وہ یا تو DSNG یا FTP سے آ رہی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اخبار شروع سے ہی صحافت کا بنیادی ستون رہا ہے۔ what's app کے ذریعے آتی تھی۔ اب 90 فیصد الیکٹرانک میڈیا نے پرنٹ میڈیا کی اہمیت ختم کر دی تھی، اخبار اپنی قدر کھو بیٹھا تھا۔ ڈیجیٹل میڈیا کی وجہ سے ان اخبارات کا ویب سائیٹ کی صورت میں احیاء ہوا ہے۔ یہ اس نئے شعبے کی وجہ سے ممکن ہوا ہے۔ خود الیکٹرانک میڈیا کو نئی جہتیں ملی ہیں۔ سوشل میڈیا خبر کا بہت بڑا ذریعہ بن چکا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بہت سے صحافیوں نے یوٹیوب چینلز اور فیس بک پیجز کے ذریعے نام پیدا کیا ہے۔ ان کی ویورشپ بڑے بڑے میڈیا چینلز سے بھی بڑھ گئی ہے۔ اردو زبان میں عوامیت بڑھ گئی ہے۔ اب زبان و بیان کی وہ پابندیاں برقرار نہیں رہیں جنہوں نے اس زبان کو جکڑا ہوا ہے اور اس کی وسعت کی صلاحیت عمل پذیر نہیں ہو رہی تھی(۳۵،۱۳،۸)۔

پیشہ وارانہ صحافت پر منفی اثرات۔

تکنیکی انقلابات سے پیشہ وارانہ صحافت بھی منفی اثرات سے مبرہ نہ رہ سکی۔ اس میں فوائد کے ساتھ ساتھ بہت سے نقصانات کا مشاہدہ کیا گیا ہے جس نے views کے چکر میں صحافی اپنے مواد پہ کم ہی توجہ دیتے نظر آتے ہیں (واصف صحافت کی اصل روح کو ختم کر دیا ہے۔ لائیکس۔ فین فالوئنگ اور ناگی، ۶۵،۴۵،۱)۔ ان کا کہنا ہے کہ ہماری حکومتوں نے بہت بڑی غلطی کی ہے کہ نجی چینلوں کے آغاز کے موقع پر ہی ان کے لیے ضابطہ اخلاق مرتب کیا سندھی اور پنجابی اور دیگر مقامی زبانوں کے چینل بھی جس طرح کے پروگرامز اور گانے نشر کرتے ہیں۔ اس میں دکھائی گئی ثقافت کا حقیقت سے دور پرے کا واسطہ بھی نہیں ہوتا ہمارے ذرائع ابلاغ کا ایک بڑا مسئلہ یہ بھی ہے کہ وہ ذمہ دار شخصیات کے بجائے کاروباری افراد کی ملکیت ہیں جو منافع کے اعتبار سے ہی سب کچھ دکھاتے ہیں۔ اسی لیے وہ ایک مسلم اکثریتی ملک میں موجودگی کے باعث خود پر عائد ہونے والی اخلاقی ذمہ داریوں سے بھی بری الزمہ ہیں۔ مقصد گفتگو صرف اور صرف اتنا ہے کہ میڈیا جب ملکی سیاسی معاملات پر صرف اس لیے اتنا اثر انداز ہو رہا ہے کیونکہ وہ ملک میں جمہوری اقدار کے فروغ کو اپنی ذمہ داری سمجھتا ہے۔ تو قوم کی اخلاقی تربیت اور تہذیب کی حفاظت کہیں اعلی وارفع مقصد اور قومی ذمہ داری ہے۔ صحافت کے بنیادی اصولوں کے تحت خبر کو جوں کا توں پیش کرنا ہمارے ذرائع ابلاغ کی بنیادی ذمہ داری ہونی چاہیے۔ لیکن جب 2 منٹ کی خبر کو طول دے کر 4 گھنٹے پر محیط کیا جائے گا اور اس پر مذاکرے مباحثے پیش ہوں گے تو خبر تو خود بخود مبالغہ آمیز ہو گی۔

شاہد اسلم نے کہا کہ ہمارا صارف ان اینڈرائیڈ استعمال کرتا ہے اور اس میں زیادہ نوجوان نسل ہے جن کا مطالعہ اور تجربہ کم ہوتا ہے جسکی وجہ سے وہ views کے چکر میں بغیر خبروں کو تنقیدی طور پہ نہیں دیکھتے اور ایجنڈا اور پروپیگنڈا کا بڑی طرح شکار ہو جاتے ہین۔ اور ڈیجیٹل صحافی بھی فوری خبر اور تحقیق کے خبریں بناتے ہیں جس میں صداقت شاید رائی کے دانے کے برابر ہو۔ ڈیجیٹل صحافی صحافتی پابندیوں سے آزاد ہوتا ہے تو جاچاہے یا جس طرح مرضی چاہے لکھ دیتا ہے کیونکہ اسے پتا ہے کہ مجھ پہ کوئی چیک اینڈ بیلنس نہیں ہے۔ انٹرنیٹ کی وجہ سے اس کا پھیلاؤ اور اثر زیادہ ہے تو وہ روایتی میڈیا کے صحافیوں سے زیادہ بااثر ہوتا ہے۔ لیکن صحافت کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ سنسنی اور شر پھیلانے والی یا لوگوں کو مذہبی، لسانی علاقائی بنیادوں پہ تقسیم کرنے والا مواد ایک معاشرے کے لیئے زہر قاتل ہے۔ جس سے ڈپریشن بڑھتا ہے اور ذمہ دارانہ صحافت ختم ہوتی ہوئی نظر آتی ہے۔

VoA کی سدرہ ڈار نے کہا کہ ڈیجیٹل صحافت کی وجہ سے communication کا بہت اہم پہلو اظہار رائے کی آزادی بہت منفی انداز میں استعمال ہوا ہے۔ آپ کھل کر وہ سب چیزیں دیکھا رہے ہیں جو اخلاقی طور پر زیب نہیں دیتا۔ اب آپ فائرنگ، گولیاں لگے انسان، لاشیں، جنگیں، لوگوں کی ذاتی زندگیاں سب کچھ پوری دنیا کے سامنے بیان کر دیتے ہیں۔ لوگوں کی پرائیویسی اور کمفرٹ زون بہت متاثر ہوا ہے۔ حتی کہ لوگوں کی جانیں تک گئی ہیں ذاتی زندگیوں کا تماشا بنانے کی وجہ سے۔

اگر عالمی طور پہ دیکھا جائے تو یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ ڈیجیٹل دور میں نا صرف لوگوں کی ذاتی زندگیاں متاثر ہوئی ہیں بلکہ قومی اور بین الاقوامی طور پر بھی کئی نقصانات دیکھنے کو ملے ہیں۔ اس لیئے ان سب پہ قوانین بنانا اور چیک اینڈ بیلنس رکھنا بے حد ضروری ہے۔ اور یہ اقدامات جلد از جلد کرنے کی ضرورت ہے

امجد کاظمی نے کہا کہ ڈیجیٹل میڈیا ایجنڈا سیٹر کے طور پہ زیادہ پاپولر ہے۔ یہ ایجنڈا لوگوں میں تفریق کو بڑھاوا دے رہا ہے کیونکہ اب ہم دیکھتے ہیں کہ آج کا صحافی بہت جانبدار ہے۔ مین سٹریم میڈیا کے اداروں میں بہت زیادہ یہ عنصر غالب آرہا ہے اور ڈیجیٹل میڈیا پہ تو لوگ بھی شامل ہو جاتے ہیں اس پہ لے گیا ہے جہاں لوگ فوری فوری بغیر تحقیق کے بات کو آگے بڑھاتے reactionary mode ایجنڈے کو پھیلانے میں۔ ڈیجیٹل میڈیا لوگوں کو ہیں۔

وضاحت۔

جدید میڈیا نے روایتی صحافت کی شکل بدل دی ہے، مختلف بصری، اور ڈیجیٹل اختراعات نے صحافیوں کو بھی متاثر کیئے بغیر نہیں چھوڑا۔ جنہوں نے ان تکنیکس کا استعمال کیا اس سے موافقت پیدا کی جیسے وال سٹریٹ جرنل اور نیویارک ٹائمز (1998)، انہوں نے اس ڈیجیٹل دنیا میں اپنا نام بنایا خود کو زندہ رکھا اور ترقی کی۔ جنہوں نے اس سے کنارہ کشی کی وہ معدوم ہو گئے۔ اب پوری دنیا ڈیجیٹلائز ہو گئی ہے لہذا اس سے فرار ممکن نا تھا زیادہ تر اخباروں اور ٹی وی نے خود کو اپڈیٹ کیا۔ اس کو جدید خطوط پہ استوار کیا وہ ترقی کر رہے ہیں۔

اور میسیجنگ سروسز کی وجہ سے صحافت میں اضافہ ہوا ہے۔ جس میں Internet connectivity جدید آلات جیسے کیمرہ، ویڈیو اور آڈیو ریکارڈنگ، جرنلزم کا رجحان بہت بڑھ گیا ہے۔ ڈیجیٹل میڈیا سے اردو زبان پر مثبت citizens موبائل کا بہت بڑا کردار ہے۔ موبائل جرنلزم کی دراندازی سے اثرات پڑے ہیں۔ اس میڈیم سے اردو زبان کا استعمال بڑھا ہے، بیشمار نئے لکھاری سامنے آئے ہیں جن کے پاس صلاحیت تھی مگر میڈیم کوئی نہیں تھا۔ اس وجہ سے اردو صحافت کو بہت فائدہ ہوا ہے (حسین او لکھ ۳۵، ۷، ۲)۔

کیونکہ ڈیجیٹل سپیس نے نا صرف نیوز کے مختلف طریقے متعارف کروائے ہیں بلکہ ڈیجیٹل میڈیا نے خبر بتانے کے بھی طریقے بدل دیئے ہیں۔ اب تصاویر، ویڈیو، آڈیوز، ریلز اور کئی دیگر طریقوں سے خبر پہنچائی جاتی ہے۔ اب صحافی صارفین کی ضروریات کے مطابق اور قابل رسائی فارمیٹ میں نیوز بناتے ہیں۔

مثال کے طور پہ بلاگز، آر ایس ایس فیڈر، جی میل، پوڈکاسٹ، یوٹیوب، ٹویٹر، ایچ ڈی، وائی فائی، آئی پوڈز، اینڈرائیڈ، ای بک اور گوگل وغیرہ نے صحافت کے انداز بدل دیئے ہیں۔ ڈیجیٹل صحافی سوشل چینلز پہ لائیو سٹریمنگ کی صلاحیتوں فائدہ اٹھاتے اور پیشہ ور کیمرہ یا مائیکروفون کی ضرورت کو ختم کرتے کے ساتھ اپنی آمدنی کو پورا کرتا ہے۔ جیسا کہ ایک صحافی نے کہا ڈیجیلائزڈ subscriptions ہوئے منظر کو براہ راست رپورٹ کرتا ہے۔ اور ڈیجیٹل کا استعمال کیا ہے۔ دین محمد GIFs دور میں کچھ نیوز ویب سائٹس نے information overload دور میں صارفین کی مصروفیات اور درد(۷۰،۳۰،۱۱)۔

صحافیوں کا کہانیوں کی تحقیق کا طریقہ بھی بدل گیا ہے۔ ماضی میں صحافی اکثر پی آر دفاتر میں فون کالز کیا کرتے تھے۔ اب وہ سوشل میڈیا کا استعمال کرتے کی ایک تحقیق میں، یہ پایا گیا کہ 50٪ صحافی سوشل میڈیا کو اپنے ING ہوئے بہت زیادہ تحقیق کرتے ہیں (جسے کراؤڈ سورسنگ کہا جاتا ہے۔) پچھلے سال معلومات کے اہم ذریعہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

صحافی ہیش ٹیگ (#) کا استعمال کرتے ہوئے کہانیوں کی نگرانی بھی کر سکتا ہے۔ ہیش ٹیگز صحافیوں کو ایک کہانی کو ٹریک کرنے، متعدد ذرائع سے معلومات مرتب کرنے اور ایسے سامعین کو تلاش کرنے کی اجازت دیتے ہیں جو پہلے ہی اس موضوع میں دلچسپی رکھتے ہوں جس کے بارے میں وہ لکھ رہے ہیں۔ جیسی ویب سائٹس صحافیوں کو ہیش ٹیگز کی Hashtagify صحافیوں کے لیے ان کی اپنی پوسٹوں کی مقبولیت کا تجزیہ کرنے کے لیے ٹولز بھی موجود ہیں۔ کے Pew مقبولیت دیکھنے کی اجازت دیتی ہیں اور انہیں وسیع سامعین کو اپیل کرنے کے لیے انتہائی متعلقہ ہیش ٹیگ استعمال کرنے کی اجازت دیتی ہیں۔ مطابق، 18-29 سال کی عمر کے امریکیوں میں سے، 42٪ سوشل میڈیا کو خبروں کے اپنے بنیادی ذریعہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

صحافت پر کمرشلزم کے اثرات۔

تمام صحافیوں کے مطابق ہر دور میں ہی کمرشلزم صحافت پہ اثر انداز ہوتی رہی ہے لیکن 15، 20 سال سے یہ پاکستانی جرنلزم میں اس کا عمل دخل بہت بھی ہیں جس کی وجہ سے ہماری اردو جرنلزم بری طرح متاثر ہوئی ہے۔ ventures زیادہ ہو چکا ہے۔ بڑے میڈیا کے گروپز کے مالکان کے کمرشل

امجد کاظمی کا کہنا ہے کہ سوشل میڈیا ہر چیز میں ان ہوا ہے۔ تمام میڈیا اخلاقیات کو بدل دیا ہے۔ ساتھ ساتھ اس نے روایتی میڈیا کو بہت اثر انداز کیا ہے۔ اب ہر یوٹیوب چینل رکھنے والے صحافی کی آمدنی میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے اور ہر ایک کو روزگار کے مواقع ملے ہیں۔ جبکہ پہلے صرف چند مین چینلز ز کو کمرشلز سے فائدہ ہوتا تھا(۶۰،۳۵،۳)۔

واصف ناگی صاحب نے کہا کہ اردو صحافت اگر قائم ہے اور مقبول بھی ہے تو اس کی وجہ جدید ذرائع ابلاغ ہیں۔ انٹرنیٹ کی بدولت اردو صحافت کا احیا ہوا ہے۔ آج ایک روایتی اخبار میں صحافیوں کی چھانٹی ہو رہی ہے تو اسی اخبار کی ویب سائیٹ کے ذریعے ڈھیروں صحافیوں کو روزگار مل رہا ہے۔ اس کی وجہ سے اردو صحافت اپنا وجود برقرار رکھنے میں کامیاب ہوئی ہے۔ اگر ڈیجیٹل میڈیا سامنے نہ آتا تو الیکٹرانک میڈیا کی وجہ سے روایتی صحافت مردہ ہو چکی ہوتی۔ اور معاشی فائدہ صرف چند میڈیا ہاؤسز تک محدود رہتی(۶۵،۴۵،۱)۔

تاثیر مصطفی نے کہا کہ پرنٹ میڈیا اور روایتی میڈیا ایڈز کی اپنی اہمیت ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جس طرح سکول کالجز کے ایڈمیشنز اور مختلف سرکاری محکموں کی بھرتیوں کے ایڈز روایتی میڈیا پر ہی دیئے جاتے ہیں سوشل میڈیا پر بڑی بڑی ملٹی نیشنل کمپنیاں ہی کنورٹ ہوئی ہیں علاقائی اور سرکاری اشتہارات روایتی میڈیا پر ہی چل رہے ہیں سوشل میڈیا ایڈز نے ریڈیو، ٹی وی، اور اخبارات کے اشتہارات کو متاثر ضرور کیا ہے لیکن ختم نہیں کیا ان کا کہنا ہے کی چونکہ سوشل میڈیا پوری دنیا میں دیکھا جاتا ہے اس لئے ملٹی نیشنل کمپنیاں سوشل میڈیا پر ہی ایڈ دینے کو ترجیح دیتی ہیں اس کے علاوہ بہت سے صحافیوں اور لوکل لوگوں نے اپنے یوٹیوب چینلز بنائے ہیں اور ماہانہ کمرشلز کے ذریعے لاکھوں روپے کما رہے ہیں اور کمرشلز کی بنیاد پر ہی چل رہے ہیں حالانکہ عوام کی ان ایڈز میں دلچسپی نہیں ہوتی مگر پھر بھی انہیں مجبوراً اشتہارات دیکھنے پڑتے ہیں سوشل میڈیا سے پہلے صرف مخصوص لوگ مخصوص اوقات میں 9 بجے

کے خبر نامے میں چلنے وال اشتہارات کو دیکھتے تھے کیونکہ روایتی میڈیا معلومات کا واحد ذریعہ تھا لیکن اب ہر کسی کے پاس موبائل فون موجود ہیں ان کا کہنا ہے پہلے جو اشتہارات دو فیصد لوگ دیکھتے تھے اب سوشل میڈیا پر نوے فیصد ایڈز دیکھتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ اب تمام الیکٹرانک میڈیا چینلز، اخبارات اور ریڈیو اپنی ساکھ کو برقرار رکھنے کے لیے ڈیجیٹل میڈیا چینلز کو متعارف کروا رہے ہیں تاکہ اشتہارات کی وجہ سے کم ہونے والی آمدنی کو سوشل میڈیا ایڈز کے ذریعے بہتر بنایا جاسکے (۱۔۴۰۔۷۰)۔

وضاحت۔

بعض اوقات اتنی اہم خبر دبانی پڑ جاتی ہے کہ صحافت کا مقصد ختم ہوتا نظر آتا ہے۔ لیکن ڈیجیٹل میڈیا پہ ہم کافی آزادی دیکھتے ہیں کہ خبر کسی نا کسی طرح لیک ہو جاتی ہے۔ ہر دور میں ہی کمرشلزم صحافت پہ اثر انداز ہوتی رہی ہے لیکن 15،20 سال سے یہ پاکستانی جرنلزم میں اس کا عمل دخل بہت زیادہ ہو چکا بھی ہیں جس کی وجہ سے ہماری اردو جرنلزم بری طرح متاثر ہوئی ہے۔ بعض اوقات ventures ہے۔ بڑے میڈیا کے گروپز کے مالکان کے کمرشل اتنی اہم خبر دبانی پڑ جاتی ہے کہ صحافت کا مقصد ختم ہوتا نظر آتا ہے۔ لیکن ڈیجیٹل میڈیا پہ ہم کافی آزادی دیکھتے ہیں کہ خبر کسی نا کسی طرح لیک ہو جاتی ہے۔

امجد کاظمی کا کہنا ہے کہ اب جتنی بڑی ایجنسیاں ہیں مثلاً لپٹن وغیرہ وہ اپنے سالانہ بجٹ کا تقریباً ساٹھ فیصد سوشل میڈیا اور چالیس فیصد روایتی میڈیا کو اشتہارات دیتے ہیں۔ اب زیادہ کمپنیاں سوشل میڈیا پر شفٹ ہو گئی ہیں کیونکہ اب لوگ اس نئے میڈیا کو زیادہ دیکھتے اور استعمال کر سکتے ہیں۔ ان کا یہ کہنا ہے کہ روایتی میڈیا کا وہ اثر نہیں رہا اور جو ایڈز ٹی وی وغیرہ کو دیے جاتے ہیں وہ بھی زیادہ تر نیوز اور کرنٹ افیئرز پروگرامز کے لیے دیے جاتے ہیں جبکہ انٹرٹینمنٹ پروگرامز کو بہت کم دیے جاتے ہیں۔

حاصل بحث۔

سائنس جدید ٹیکنالوجی نے دنیا کو ایک عالمی گاؤں بلکہ ایک گھر میں تبدیل کر دیا ہے اور انسانی زندگی کے دھارے کو ہی بدل کر رکھ دیا ہے۔ زندگی کے ہر شعبے میں نت نئی تبدیلیاں نظر آ رہی ہیں، سماجیات سے لیکر اخلاقیات سے سیاسیات تک، تعلیم سے لیکر ادب و ثقافت تک اور انفارمیشن ٹیکنالوجی سے لیکر ذرائع و ابلاغ تک غرضیکہ زندگی کے ہر شعبے میں بڑی تیزی کے ساتھ تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ اور ان تبدیلیوں کے دوررس اثرات بھی زندگی کے ہر میدان میں دیکھے جا رہے ہیں بالخصوص میڈیا اور ذرائع ابلاغ میں اس کا بہت استعمال ہوا ہے اور نئے دور کی صحافت کو بلکل بدل دیا ہے اور اسے Hegmonize کر دیا ہے۔ ڈیجیٹل میڈیا نے لوگوں کو بہت باشعور بنا دیا ہے جس نے عرب سپرنگ، انقلاب مصر اور اب ایرانی خواتین کے انقلاب میں بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ پوری دنیا سمٹ کہ انسان کی انگلیوں پہ آ گئی ہے۔ ڈیجیٹل میڈیا اسقدر طاقتور ہے کہ کسی بھی سیاسی، سماجی اور معاشی مسئلہ پر فوراً رائے بنا دیتا ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں ٹیکنالوجی کے بہت زیادہ فوائد حاصل ہو رہے ہیں وہیں اس کے نقصانات بھی سامنے آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اس مقالے کے نتائج کے مطابق اردو صحافت نے بھی اس کے اثرات قبول کیے ہیں۔ یوں تو اردو صحافت کی ابتدا انیسویں صدی سے ہوتی ہے تب سے آج تک اردو صحافت مسلسل ترقی کے مراحل طے کر رہی ہے اردو صحافت کی تاریخ پر اگر ہم ایک سرسری نظر دوڑائیں تو یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ ہر دور میں اردو صحافت نے تعمیری اور مثبت کردار ادا کیا ہے۔ انسانی قدروں کو پروان چڑھایا ہے خواب غفلت میں مست و مدہوش لوگوں کو جگایا ہے، انہیں ملک و قوم کے تئیں ان کی ذمہ داریوں سے باخبر کیا۔ لہٰذا آج اکیسویں صدی کے آغاز کے دو دہائیوں کے کے بعد بھی اُردو صحافت ترقیاتی اور مسابقاتی دوڑ میں کسی بھی زبان کے ذرائع ابلاغ سے پیچھے نہیں ہے۔ ڈیجیٹل میڈیا نے عوام کو باشعور بنا دیا ہے پوری دنیا کی خبریں سامعین کے پاس چند سیکنڈز میں پہنچ جاتی ہیں ڈیجیٹل میڈیا اس قدر تاقتور ہے کہ کسی بھی سیاسی سماجی اور معاشی مسئلہ میں لوگوں کی رائے فورا بناتا ہے جدید ذرائع ابلاغ نے

روز گار کے مواقع فراہم کئے صحافیوں کی تعداد میں اضافہ ہوا میڈیا مالکان کی اجارہ داری ختم ہوئی ہے چند صحافیوں کی رائے کے مطابق ڈیجیٹل میڈیا کے آنے سے اردو جرنلزم کو فروغ ملا ہے۔

BBC,VOA لوگ اب اردو نیوز چینلز۔ کو دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ کیونکہ انفارمیشن اور ٹیکنالوجی کے عمل دخل سے جہاں دوسری زبانوں اور صحافت بام عروج کو پہنچی ہے۔ وہیں اردو صحافت بھی اس جدید ٹیکنالوجی سے خوب مستفید ہو رہی ہے جسکے نتیجے میں اردو صحافت ترقی۔ کے منازل طے کرتی نظر آرہی اردو اخبارات، رسائل و جرائد کی اشاعت وطباعت کا مرحلہ آسان سے آسان تر ہوتا چلا گیا۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کے ساتھ اردو صحافت کا دائرہ کافی تیزی کے ساتھ وسیع ہوتا گیا۔ قیام پاکستان کے بعد سے اکیسویں صدی تک پاکستان میں ذرائع ابلاغ کا کردار مخصوص دائرے تک ہی محدود رہا لیکن قریبی کردار کی تعمیر تہذیبی و اخلاقی اقدار کی پاسداری اور اصلاح احوال سے کبھی بھی غفلت نہیں برتی گئی لیکن اکیسویں صدی کے آغاز پر پاکستان میں جیسے ہی نجی ٹی وی چینلوں کے آغاز کے ساتھ ہی جو ابلاغی انقلاب برپا ہوا اس نے ملک کو سماجی، معاشرتی، سیاسی اور نظریاتی جزوں کو کھوکھلا کر ڈالا ہے۔ جدید دور میں عوام کی سوچ و فکر پر گہرا اثر مرتب کرنے والا میڈیا اب پاکستان میں ایک ایسی دو دھاری تلوار ثابت ہو رہا ہے۔ جو اپنے ہی ملک کی نظریاتی، اخلاقی و حقیقی سرحدوں کے درپے ہو گیا ہے۔ جس کے لیے موثر قوانین کا ہونا بہت ضروری ہے۔ متفقہ طور پہ تمام صحافیوں کا کہنا تھا کہ آزادی اظہار رائے پہ قدغنیں لگائی جائیں اور ایسی قانون سازی کی جائے جس سے تمام غیر مصدقہ، غیر معیاری، غیر مہذب اور شر پھیلانے والا مواد سنسر کیا جائے۔ ایسی پالیسیاں بنائی جائیں جس سے لوگوں کو روز گار کے مواقع بھی مہیا ہوں اور جرنلزم کی ساکھ بھی متاثر نا ہو۔ کیونکہ سوشل میڈیا کا سب سے بڑا نقصان خبروں کے ماخذ کا ہے قارئین کو خبروں کے ذرائع کا پتا نہیں ہوتا کوئی بھی عام شخص اپنی ذاتی رائے کو خبر بنا کر سوشل میڈیا پر نشر کر دیتا ہے معروضیت کم ہو گئی ہے لوگ خبروں پر یقین نہیں کرتے۔ روایتی میڈیا مالکان کو معاشی نقصانات کا بھی سامنا کرنا پڑا ہے بہت سے اخبارات اور چینلز صرف اس لئے بند ہو گئے ہیں کہ لوگوں میں اخبار بینی اور خبریں دیکھنے کا شوق ختم ہو گیا ہے ڈیجیٹل میڈیا لوگوں میں سنسنی پھیلاتا ہے Disinformation or misinformation دیکھنے والوں کو گمراہ کرتی ہے۔ اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ اردو صحافت ترقی کرے تو ہمیں اسے مثبت طر یقے سے تعمیری انداز میں استعمال کرنا ہو گا جسطرح تحریک پاکستان میں اردو صحافت کو ایک نظریہ اور مشن کے طور استعمال کیا گیا۔

کتابیات صحافت

عنوان، مصنف، پبلشر، اشاعت کی جگہ، اشاعت سال

.(1998) صحافتی زبان، سحیل وحید، آصصف جاوید برائے نگار اشاعت لاہور

میزیر اایم اور سیال ایس (2011). پاکستان میں میڈیا اور گورننس: ایک متنازعہ لیکن ضروری
رشتہ میں

جرنل، Pangea 10-1 گیئر ایس(2017)۔ عرب بہار میں سوشل میڈیا کا کردار۔

رسچر ڈ ایس(2012). پاکستان میں آزاد نیوز میڈیا کے لیے چیلنجز۔ سے حاصل واشنگٹن ڈی سی

خان، اے وائی، رازی، اے، مرزا، آر، مظہر، ایس، امجد، اے، اور شفیق، یو(2013)۔ بڑے پیمانے پر اثر پاکستان میں میڈیا سماجی، اخلاقی اور معاشی بنیادوں پر۔ انٹ جے ایکوریس، 4(3)، 1-20۔

پوستی اور آریٹون(2018)۔ صحافت، جعلی خبریں اور غلط معلومات: ہینڈبک برائے صحافت کی تعلیم اور تربیت۔ یونیسکو پبلشنگ

سوڈسن ایم(2013). ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کرنے والے: جمہوری معاشرے میں صحافت۔ ڈیڈیلس، 142(2)، 159-176۔

سٹرلنگ، آر ایل، اینسپاچ، جے ایچ، ایلوچے، ای این، سیمیمیویک، جے، راجرز، سی ڈی، ویسٹن، کے ای، اور ہیز، کے(2009)۔ زیر زمین افادیت کو تلاش کرنے اور ان کی خصوصیات میں جدت کی حوصلہ افزائی کرنا۔ SHRP2 ٹرانسپورٹیشن ریسرچ بورڈ، USA۔

نیومین، پی، اور کینور تھی، جے(1999)۔ پائیداری اور شہر

ویلن ای، عمیر اے اور کان بوائے(2019)۔ جی آئی جی اکانومی میں ورکرز کے کام کے اطمینان پر ٹیکنوسٹریس کے اثر کو سمجھنا: ایک تحقیقی تفتیش۔

سیپیجٹ ایل(2019) کنگ چہارم اور اس کی کیولری: کاروباری بچاؤ کے دوران کارپوریٹ گورننس(ڈاکٹرل مقالہ، نارتھ ویسٹ یونیورسٹی)۔

Ferrer, E., Bouso-F1o, C., Jorge, J., Lora, L., Miranda, E., & Natalizio, N. (2013)۔ سماجی سرمائے کی افزودگی اور سوشل نیٹ ورکنگ کے دور میں تنظیمی کارکردگی کو بہتر بنانا۔ کاروبار اور انتظام، 5(2)، 94-281۔

الزاموراجی اور گامباراٹو آر(2018)۔ ڈیجیٹل دور میں ٹرانسمیڈیا جرنلزم کی تلاش۔ ہرشی: آئی جی گلوبل۔

لی، ٹی(2009)۔ سنگاپور میڈیا اور صحافت۔ SAGE پبلیکیشنز۔

Xu, T. (2015)۔ انٹرنیٹ نے روایتی صحافت پر کیا اثر ڈالا ہے؟ چین کا سیاق وسباق؟ شیفیلڈ یونیورسٹی۔

Huesca R. Dervin B. (1999، اکتوبر)۔ ہائپر ٹیکسٹ اور صحافت: سامعین مسابقتی خبروں کے بیانات کا جواب دیتے ہیں۔ میڈیا-ان-ٹرانزیشن کانفرنس، کیمبرج، ماس میں پیش کردہ کاغذ۔

جمیل، ایس (2017)۔ پاکستان میں حفاظتی خطرات، استثنیٰ اور پروفیشنلزم صحافیوں کا مخمصہ۔ جرنل آف سوشیالوجی اینڈ انتھروپولوجی، 6، 571-96578۔

ڈومینک، ڈی ڈی، اور حنا، ایس (2016، اگست)۔ یونیورسٹی کے طلبا کو سیکھنے کے طریقوں اور سوشل میڈیا کے تعاون سے منسلک کرنا۔ 2016 میں کمپیوٹر اور انفارمیشن سائنسز (iccoins) پر تیسری بین الاقوامی کانفرنس (pp. 559-563)۔ آئی ای ای ای۔

ڈوذ ایم (2007). تخلیقی صنعتوں میں کنور جنسی کلچر۔ ثقافتی مطالعات کا بین الاقوامی جریدہ، 10(2)، 243-263۔

لاسوراڈی ایل، لیواس ایس سی اور، ہیلٹہن اے ای (2012)۔ ٹویٹر کو معمول بنانا: ابھرتی ہوئی مواصلاتی جگہ میں صحافت کی مشق۔ جرنلزم اسٹڈیز، 13، 19-36۔

(1987) اردو صرف ونحو، مولوی عبدالحق، انجمن ترقی اردو ہند، دہلی

.(1984) ×، ×اردو کی لسانی تشکیل، مرزا خلیل بیگ،

.(1984) ابلاغیات, مرتبہ طاہر مسعود, ادارہ ابلاغیات, کراچی

.(1987) اردو صحافت کی تاریخ، نادر علی خان، ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ

.(1989) پاکستان وہند میں مسلم مخالف مختصر تاریخ، ڈاکٹر سکین علی حجازی، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور

صحافت پاک وہند میں، عبدالسلام خورشید، مجلس ترقی ادب لاہور (1963)۔

صحافت اور ابلاغ، ڈاکٹر شفیق جالندھری، اے۔ ون پبلشر، لاہور۔

اُردو صحافت کے 150 سال، ڈاکٹر رشید احمد گوریجہ،

.بیکن بکس، ملتان

جدید صحافت اور ابلاغ عامہ, ثاقب ریاض, اردو سائنس

لاہور۔

اردو صحافت کی ایک نادر تاریخ، طاہر مسعود، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، لاہور (1991)۔

نصر اللہ، اے، اور سرکیس، این۔ (2020)۔ عرب بہار کے دوران سوشل میڈیا کا کردار۔ مشرق وسطی میں کاروبار اور سوشل میڈیا، 121-136۔ https://doi.org/10.1007/978-3-030-45960-4_7

محمد، ای. اور دوائی، اے (2022)۔ 'عرب بہار' کی لہریں: میڈیا، ثقافت اور سماجی احتجاج۔ عرب بہار کے بعد میڈیا کے نئے مباحث، ثقافت اور سیاست۔ https://doi.org/10.5040/9780755640539.ch-1

Wolfsfeld, G., Segev, E., & Sheafer, T. (2013)۔ سوشل میڈیا اور عرب بہار۔ انٹرنیشنل جرنل آف پریس / پالیٹکس،18(2)، 115-137۔ https://doi.org/10.1177/1940161212471716

Huesca، رابرٹ؛ ڈرون، برینڈا (1999)۔ "ہائپر ٹیکسٹ اور صحافت: سامعین مسابقتی خبروں کے بیانات کا جواب دیتے ہیں"۔

میں: میڈیا ان ٹرانزیشن کانفرنس 1999۔ بوسٹن: ایم آئی ٹی

http://web.mit.edu/m-i-t/articles/huesca.html

جارویس، ایچ، اور پراٹ، اے سی (2006)۔ یہ سب گھر واپس لانا: کام کی توسیع اور 'بہت زیادہ': سان فرانسسکو کے نئے میڈیا گھرانوں کا معاملہ۔ جیو فورم، 37(3)، 331-339۔

گڈمین، جے ای (2005)۔ عالمی سطح پر بربر ثقافت: گاؤں سے ویڈیو تک۔ انڈیانا یونیورسٹی پریس۔

بررڈ، ایس ای (2011)۔ کیا اب ہم سب پروڈیوسر ہیں؟ کنور جنسی اور میڈیا سامعین کے طریقے۔ ثقافتی مطالعہ، 25(4-5)، 502-516۔

نیومین، نک (2009)۔ سوشل میڈیا کا عروج اور مرکزی دھارے کی صحافت پر اس کے اثرات۔ آکسفورڈ: رائٹرز انسٹی ٹیوٹ برائے

صحافت کا مطالعہ۔

https://reutersinstitute.politics.ox.ac.uk/our-research/rise-social-media-and-its-impact-mainstream-journalism

Huesca، رابرٹ؛ ڈرون، برینڈا (1999)۔ "ہائپر ٹیکسٹ اور صحافت: سامعین مسابقتی خبروں کے بیانات کا جواب دیتے ہیں"۔

میں: میڈیا ان ٹرانزیشن کانفرنس 1999۔ بوسٹن: ایم آئی ٹی

http://web.mit.edu/m-i-t/articles/huesca.html

ڈیوز، مارک (2005)۔ "صحافت کیا ہے؟ صحافیوں کی پیشہ ورانہ شناخت اور نظریے پر نظر ثانی کی گئی۔ صحافت، v.

6، این .4، صفحہ 442-464۔

https://doi.org/10.1177/1464884905056815